استعمال کریں۔ اگر ماحول کی تبدیلی موجودہ رفتار سے جاری رہی تو زیادہ امکان یہی ہے کہ آنے والی نسلوں کے لیے تباہ و برباد شدہ ماحولیاتی نظام ہی باقی رہ جائے گا۔

۹

قدرت نے نواب محسن الملک کو بہت سی خوبیاں عطا کی تھیں۔ وجاہت، ذہانت، خوش بیانی اور فیاضی ان کی ایسی عام اور ممتاز صفات تھیں کہ ایک راہ چلتا بھی چند منٹ کی بات چیت میں معلوم کر لیتا تھا۔ خطاب یا نام اٹکل سے رکھ دیے جاتے ہیں۔ مسمّٰی کی خصوصیات کا ان میں مطلق لحاظ نہیں ہوتا۔ نام رکھتے وقت تو ممکن ہی نہیں۔ عطائے خطاب کے وقت بھی اس کا لحاظ نہیں کیا جاتا لیکن محسن الملک کا خطاب ان کے لیے بہت ہی موزوں نکلا۔ ان میں پارس پتھر کی خاصیت تھی۔ کوئی ہو کہیں کا ہو، اُن سے چھوا نہیں اور کندن کا ہوا نہیں۔ اگر کسی نے سلام بھی کر لیا تو ان پر اس کا بار رہتا تھا اور جب تک اس کا معاوضہ نہ کر لیتے انھیں چین نہ آتا۔ یہاں تک کہ وہ اپنے دشمن کو بھی نہ بھولتے تھے اور یہ میں ذاتی علم سے کہتا ہوں کہ وہ بھی ان کے زیرِ بارِ منت تھے۔

۱۰

زبان کا صحیح استعمال اور محاوروں کے برتنے کا سلیقہ ان کا خاندانی وصف ہے جو اپنی پوری رچاوٹ اور ایک نئے توازن کے ساتھ ان کی نثر میں آ گیا ہے۔ شاہد احمد دہلوی کی نثر میں دلی کا وہ سارا بانکپن موجود ہے جو الگ الگ ڈپٹی نذیر احمد اور محمد حسین آزاد کے ہاں ملتا ہے۔ آزاد کی نثر میں استعاروں کا استعمال کثرت سے ہوتا ہے۔ وہ ایک بات کو کئی کئی استعاروں کے ذریعے ادا کرتے ہیں اور ان کی عبارت رنگین اور تخیّل کے زور سے شوخ اور شگفتہ ہو جاتی ہے۔ نذیر احمد محاوروں کو خوب خوب استعمال کرتے ہیں۔ شاہد کے ہاں نہ استعاروں کی کثرت ہے نہ محاوروں کی لیکن اس کے باوجود ان دونوں صاحب طرز ادیبوں کی نثر کے امکانات جس نقطے پر ملتے ہیں وہاں سے شاہد احمد دہلوی کی نثر پیدا ہوتی ہے۔

مکتوب نگاری

نثری تحریروں میں خط ایک اہم صنف ہے۔ خط کو ”آدھی ملاقات“ بھی کہا جاتا ہے کیوں کہ خط کسی کے ساتھ رابطے اور کسی کا حال احوال جاننے کی ایک عمدہ صورت بھی ہے۔ خط مکتوب نگار کے دلی جذبات کا عکاس ہے۔ غالب نے مراسلے کو مکالمہ بنا دیا اور مکتوب نگاری میں کئی جدّتیں پیدا کیں۔ ماضی میں مکتوب نگاری ہماری تہذیب کا خوب صورت اظہاریہ تھا۔ اگرچہ موجودہ دور میں سائنسی ترقی نے انسانوں کے درمیان فاصلے کم کر دیے ہیں اور انٹرنیٹ کی سہولت نے ای میل سمیت پیغام رسانی کے بے شمار جدید طریقے متعارف کرا دیے ہیں تاہم مکتوب نگاری کی ضرورت ختم نہیں ہوئی۔ مکتوب نگاری کے فن میں مہارت حاصل کرنا ہماری عملی اور معاشرتی ضروریات کا تقاضا ہے۔ خط لکھنے والے کو عربی زبان میں مکتوب نگار اور جس شخص کو خط لکھا جائے اسے مکتوب الیہ کہا جاتا ہے۔

خط کو عموماً دو قسموں میں تقسیم کیا جاتا ہے: (الف) رسمی خط (ب) غیر رسمی خط

رسمی خط: رسمی خطوط وہ خط ہیں جو کسی اجنبی یا صاحبِ اختیار کو لکھے جاتے ہیں۔ ان خطوط میں مدعا نگاری یا مقصدیت کو اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ سرکاری اور کاروباری نوعیت کے خطوط کا شمار بھی رسمی خطوط میں ہوتا ہے۔

غیر رسمی خط: غیر رسمی خطوط اپنے والدین، عزیزوں اور دوستوں کو لکھے جاتے ہیں۔ ایسے خطوط میں جذبات اور خیالات کے بے ساختہ اظہار سے آدھی ملاقات کا سماں بندھ جاتا ہے۔

خطوط لکھنے کے لیے چند ہدایات

- ممکن ہو تو خط کے آغاز میں بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ لکھنے کا اہتمام کریں۔
- مکتوب الیہ کے مقام، مرتبہ اور عمر کو مدِنظر رکھ کر خط کی عبارت تحریر کی جائے۔
- خط زیادہ تفصیل کا متحمل نہیں ہو سکتا لہٰذا مختصر اور جامع انداز اختیار کیا جائے۔
- خط لکھنے کا مقام اور تاریخ صفحے کے اوپر انتہائی دائیں جانب درج کی جاتی ہے۔
- القاب و آداب، علامتِ ندائیہ/ فجائیہ کے ساتھ صفحے کے درمیان میں لکھے جاتے ہیں۔
- القاب و آداب کے بعد نفسِ مضمون تحریر میں لایا جاتا ہے۔
- نفسِ مضمون کا اختتام دعا، اظہارِ تشکر یا جذبۂ خیر سگالی سے کیا جاتا ہے۔
- نفسِ مضمون کے بعد صفحے کے بائیں جانب مکتوب نگار کا نام لکھا جاتا ہے۔
- امتحان میں جوابی کاپی پر نام اور پتا لکھنے کی ممانعت کے سبب ان کی جگہ حروفِ ابجد یا رول نمبر لکھے جاتے ہیں۔
- بے تکلّفی، بے ساختگی اور سادگی اچھے خط کی خصوصیات ہیں۔

خط کے اجزا

(۱) مقام روانگی (۲) اندراجِ تاریخ (۳) القاب
(۴) آداب و تسلیمات (۵) نفسِ مضمون (۶) اختتامی کلمات
(۷) مکتوب نگار کا نام اور پتا (۸) مکتوب الیہ کا نام اور پتا

نمونے کے چند خطوط

۱ دوست کے نام

(امتحان میں کامیابی کا ذکر کرنا)

امتحانی مرکز] خط لکھنے والے کا پتا

۱۵/ اگست ___۲۰ء] تاریخ، مہینا اور سنِ عیسوی

نفسِ مضمون

پیارے دوست کاشف!] آداب والقاب

السلامُ علیکم! میں یہاں خیریت سے ہوں اور امید ہے آپ بھی خیریت سے ہوں گے۔ مجھے یہ سن کر بہت خوشی ہوئی کہ آپ کی گیارھویں جماعت کے سالانہ امتحان میں کالج بھر میں اوّل پوزیشن آئی ہے۔ میری طرف سے دلی مبارک باد قبول فرمائیں۔ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ آپ کی محنت، آپ کے والدین، بہن بھائیوں اور دوستوں کی دعاؤں سے رنگ لے آئی ہے۔ یقین کریں کہ مجھ سمیت تمام دوست احباب اور عزیز واقارب آپ کی اس عظیم کامیابی سے بہت خوش ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ جب ہم میٹرک میں اکٹھے پڑھتے تھے، اس وقت بھی آپ بہت محنتی تھے۔ ہمیں آپ کی شبانہ روز محنت پر رشک آتا تھا۔ تمام اساتذہ آپ کی تعریف کیا کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اُس وقت بھی آپ نے میٹرک کے امتحان میں ضلع کی سطح پر بھر میں اوّل پوزیشن حاصل کی تھی۔

دوست! مجھے نہایت خوشی ہے کہ آپ نے مسلسل محنت کو اپنا شعار بنایا ہوا ہے اور میری دعا ہے کہ اسی طرح محنت کرتے رہیں اور کامیابی کی سیڑھیاں چڑھتے رہیں۔ ہم سب دوست بھی اِن شاءاللہ آپ کی طرح محنت کریں گے اور امتیازی کامیابی حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔

میری طرف سے ایک بار پھر مبارک باد قبول کریں، والسلام!] حرفِ آخر (سلام ودعا)

آپ کا مخلص] اختتام

نام وپتا: الف، ب، ج] خط لکھنے والے کا نام

❁

۲ چھوٹے بھائی کے نام

(ہم نصابی سرگرمیوں میں بھرپور حصّہ لینے کے لیے)

امتحانی مرکز

۲۰/مئی ___۲۰ء

پیارے بھائی!

السلام علیکم! کل آپ کا خط موصول ہوا۔ خوش خبری پڑھ کر میرا دل خوش ہوا اور سر فخر سے بلند ہوگیا۔ اس خط میں آپ نے اپنی

جماعت میں اپنے اوّل آنے کی نوید سنائی ہے۔ مجھے آپ سے یہی امید تھی اور یقین تھا کہ آپ میری اُمیدوں پر ہمیشہ پورا اتریں گے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو مزید کامیابیوں سے نوازے!

بھائی! آپ کی نصابی کارکردگی تو ہمیشہ ہی قابلِ ستائش رہی ہے اور تمام اساتذہ آپ سے مطمئن رہے ہیں مگر میرا مشورہ ہے کہ آپ نصابی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ ہم نصابی سرگرمیوں میں بھی دلچسپی لیں۔ آپ کا اس سے جسم تندرست وتوانا اور چاق چوبند رہے گا۔ ایک صحت مند جسم میں ہی صحت مند دماغ پایا جاتا ہے۔ اگر ایک انسان اپنے جسم کو تندرست وتوانا رکھتا ہے تو یقیناً اس کی ذہانت میں اضافہ ہوتا ہے جب کہ جسم کی تندرستی کھیلوں سے ممکن ہے۔ آپ کے کالج میں ہر سال کھیلوں کے مقابلے ہوتے ہیں، ان میں بھر پور شرکت کیا کریں۔ اس کے علاوہ تحریری وتقریری ادبی مقابلہ جات کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے۔ آپ کو چاہیے کہ ان تمام سرگرمیوں کے لیے وقت نکالیں اور محض ایک کتابی کیڑا بن کر نہ رہ جائیں۔ میری نصیحت پر عمل کرنے سے آپ چست وتوانا رہیں گے اور شخصیت میں اعتماد پیدا ہوگا۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ اعتماد کسی شخصیت کے اوصاف میں سب سے بڑی صفت ہے۔ ہر وقت پڑھتے لکھتے رہنے سے مزاج خشک ہو کر رہ جاتا ہے۔ میں جانتی ہوں کہ آپ کا وقت بہت قیمتی ہے اور آپ اپنی شبانہ روز محنت سے بڑا آدمی بننا چاہتے ہیں مگر بڑا آدمی ہمہ اوصاف کا حامل ہوتا ہے، اس لیے ضروری ہے کہ آپ نصابی اور ہم نصابی دونوں طرح کی سرگرمیاں اپنائیں۔ ایک مخصوص وقت مقرر کرنے کی صورت میں ہم نصابی سرگرمیوں میں بھی حصّہ لیا جاسکتا ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ آپ ان ہدایات پر عمل کر کے دونوں میدانوں میں اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوائیں گے۔ اپنا خیال رکھیں، والسلام!

آپ کی باجی
الف، ب، ج

۳ دوست کے نام
(زندگی کے نصب العین کے متعلق)

امتحانی مرکز
۱۸/مارچ ــــ۲۰ء

پیارے دوست ماجد!

السلام علیکم! کل آپ کا خط موصول ہوا بہت خوشی ہوئی کہ آپ نے میڈیکل کالج میں داخلے کے بعد بھی مجھے یاد رکھا۔ آپ نے مجھ سے میرے نصب العین کے بارے میں دریافت کیا ہے۔ میں چاہوں گا کہ آپ کے سوال کا جواب تفصیلاً دوں۔ ماجد! جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ مجھے بچپن ہی سے معلّم بننے کا بہت شوق تھا اور میں ہمیشہ سے آرزو رکھتا تھا کہ ایک معلّم کی حیثیت سے ملک وقوم کی خدمت کروں۔ یہ بات سچ ہے کہ انسان کی دلچسپی جس پیشے میں زیادہ ہو وہ اسی پیشے سے انصاف کرسکتا ہے۔ میری اس پیشے میں بڑی دلچسپی کی وجہ یہ ہے کہ اللہ کے رسول خَاتَمُ النَّبِيِّيْن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّم نے زندگی کے تمام شعبوں پر فضیلت رکھنے کے باوجود معلّم ہونے پر فخر کیا۔ میں سوچتا ہوں

کہ معلّم بن کر جب میری طرف سے میرے کسی دوسرے مسلمان بھائی کے علم میں اضافہ ہوگا تو مجھے بے پناہ ثواب ہوگا اور یوں سنّت پر عمل پیرا ہونا میری خوش نصیبی ہوگی۔

پیارے دوست! میرے اس مقصدِ حیات کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ میرے والدین کا تعلُّق بھی درس و تدریس سے ہے۔ میں نے بچپن سے لے کر اب تک گھر میں ایک ادبی، تعلیمی اور تدریسی ماحول دیکھا ہے۔ آپ سے گزارش ہے کہ آپ جب بھی دُعا کے لیے ہاتھ اٹھائیں تو میرے حق میں لازمی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ تمام نیک خواہشات کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور میں اپنے نصب العین کے مطابق زندگی بسر کرسکوں۔ آپ کے تمام اہلِ خانہ کو میری طرف سے سلام!

آپ کا دوست

الف، ب، ج

۴ چچا کے نام

(تحفہ ملنے پر شکریہ ادا کرنے کے لیے)

امتحانی مرکز

۲۵/دسمبر ___ ۲۰ء

پیارے چچا جان!

السلام علیکم! کل آپ کا پیار بھرا خط اور میرا تحفہ موصول ہوا۔ مجھے اس بات کا اندازہ تھا کہ آپ ہمیشہ کی طرح اس بار بھی میری سالگرہ کا تحفہ خریدنا نہیں بھولیں گے۔ میرے اس یقین کے پیچھے آپ کی مجھ سے بے پناہ محبت ہے۔ مجھے اس بات کا ہرگز اندازہ نہ تھا کہ میرا تحفہ میری خواہش کے عین مطابق ہوگا، اس قدر بیش قیمت ہوگا اور اتنا خوب صورت ہوگا۔

چچا جان! آپ نے مجھے گھڑی کا تحفہ دے کر تو جیسے مجھے خرید ہی لیا ہے۔ سچ پوچھیے تو میں نے ایک ہفتہ پہلے ایسی ہی گھڑی ایک بڑی دکان پر دیکھی تھی مگر اتنی مہنگی تھی کہ میں ضرورت کے باوجود اسے خرید نہ سکی اور حسرت سے دیکھتی رہ گئی۔ میرے امتحان میں ابھی چند روز باقی ہیں۔ میں روزانہ اس گھڑی کو کلائی پر سجا کر امتحان دینے جایا کروں گی۔ ان شاءاللہ اس کی بدولت پورے وقت کے حساب سے پرچہ حل کیا کروں گی اور اپنے تمام کاموں کو وقت پر بخوبی انجام دیا کروں گی۔ یہ گھڑی محض ایک تحفہ ہی نہیں ہے بلکہ وقت کی پابندی کا ایک درس بھی ہے۔ یہ اس قدر جاذبِ نظر ہے کہ میرے تمام ملبوسات کے ساتھ جچے گی۔ میں نے جب یہ گھڑی اپنی سہیلیوں کو دکھائی تو انھوں نے بھی اس کی بہت تعریف کی اور آپ کا تہِ دل سے شکریہ ادا کرنے کو کہا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا اجر دے گا کہ آپ میری مسکراہٹوں کا باعث بنے۔ میں آپ کے دیے گئے تمام تحائف کی طرح اسے بھی سنبھال کر رکھوں گی اور اسے دیکھ دیکھ کر آپ کو دل سے دعائیں دیتی رہوں گی۔ چچی جان کو میرا سلام!

آپ کی بھتیجی

الف، ب، ج

۵ والد صاحب کے نام

(تفریحی مقام کی سیر کا حال بیان کرنے کے لیے)

امتحانی مرکز

۰۹/نومبر ___۲۰ء

پیارے ابّو جان!

السلام علیکم! اُمید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے اور گھر میں بھی سب لوگ اللہ کے فضل سے حفظ و امان میں ہوں گے۔ مجھے سیر سے واپس آئے دو دن ہو چکے ہیں۔ میں صحت کی خرابی اور تھکن کی وجہ سے خط لکھنے سے قاصر تھا، جس کے لیے معذرت خواہ ہوں۔ مری کے پہاڑی علاقوں کی آب و ہوا ہمارے علاقوں سے مختلف ہوتی ہے۔ میرا جسم اس آب و ہوا کو برداشت نہ کر سکا جس کی وجہ سے مجھے زکام اور بخار نے آ گھیرا۔ بہر حال میں نے واپس آتے ہیں دوا لے لی اور کچھ دیر آرام کے بعد تندرست ہو گیا اور آپ کو خط لکھنا شروع کیا۔

میں نے آپ کو بتایا تھا کہ ہمارے کالج کی طرف سے ایک تفریحی مقام کی سیر کا انعقاد کیا گیا تھا۔ اس تفریحی سیر کا مرکز مری کی وادی اور اس کا قرب و جوار طے پایا۔ ہمارے تمام اساتذہ نے مل کر سارا نظام الاوقات بنایا، بسوں کا انتظام کیا اور ۱۸ مئی کو صبح ۳۰ : ۰۹ بجے روانگی کا وقت مقرر کیا۔ مقررہ تاریخ کو صبح ۹ بجے تک تمام طلبہ کے کالج میں جمع ہو گئے اور صبح ۳۰ : ۰۹ بجے ہم سب سفر کے لیے روانہ ہو گئے۔ سفر چار گھنٹے کا تھا۔ میں نے اور میرے تمام دوستوں نے خوب مزے کیے۔ راستے میں ایک مسجد کے سامنے نمازِ ظہر ادا کرنے کے لیے بس روکی گئی۔ ہم سب نے باوضو ہو کر نماز ادا کی۔ مسجد کے قریب ہی ایک ڈھابا تھا۔ طلبہ نے وہاں سے گرما گرم پکوڑے، سموسے اور کھانے پینے کی دوسری چیزیں خریدیں اور ان سے لطف اندوز ہوئے۔ کچھ دیر رکنے کے بعد بس دوبارہ منزلِ مقصود کی طرف روانہ ہوئی اور دو اڑھائی گھنٹے کی مسافت کے بعد ہم مری پہنچ گئے۔ سب سے پہلے ہمیں مری کی مال روڈ کی سیر کا موقع میسّر آیا۔ مال روڈ کی دکانوں سے میں نے آپ کے اور امّی جان کے لیے خشک میوہ جات کے ساتھ ساتھ اور بہت سی چیزیں خریدیں جو میں گھر آتے ہوئے ساتھ لاؤں گا۔ مال روڈ کے بعد ہم نے مری کی معروف سڑکوں کی سیر کی۔ اس کے علاوہ ہم گھوڑا گلی، چھانگلہ گلی اور نتھیا گلی بھی گئے۔ یہاں کا دل کش ٹھنڈا موسم مجھے ہمیشہ یاد رہے گا۔ مری میں ہمارا قیام مال روڈ کے کنارے ایک خوب صورت ہوٹل میں تھا۔ رات دیر تک سیاحوں کی وجہ سے چہل پہل کا سماں رہا۔ جب ہم سیر سپاٹے سے تھک گئے تو ہوٹل کا رخ کیا۔ ایک رات آرام کے لیے ہوٹل کے چند کمرے کرایے پر لیے گئے تھے۔ باقی دوستوں کی طرح میں بھی تھکاوٹ سے چُور اپنے کمرے میں جاتے ہی لیٹ گیا اور صبح کہیں جا کے میری آنکھ کھلی۔ تمام طلبہ نے اپنے ساتھ آئے ہوئے اساتذہ کے ہمراہ ناشتا کیا۔ گیارہ بجے تک مزید سیر کا وقت مختص تھا۔ وقتِ مقرر پر تمام لوگ ہوٹل میں اکٹھے ہوئے اور اپنا اپنا سامان باندھ کر واپسی کے لیے دوبارہ بس سوار ہو گئے۔ اس سفر میں ہمیں اپنے اساتذہ کی قربت بھی نصیب رہی اور تفریح کا موقع بھی میسر آیا۔ مجھے یہ تفریحی دورہ ہمیشہ یاد رہے گا۔

آپ اپنا خیال رکھیے گا۔ میری طرف سے چھوٹے بھائی کو پیار اور امّی جان کو سلام!

آپ کا بیٹا

الف، ب، ج

٦ دوست کے نام

(دوست کی والدہ کی وفات پر اظہارِ تعزیت کے لیے)

امتحانی مرکز

۱۱ رفروری ــــ۲۰ء

پیارے علی احمد!

السلام علیکم!

کل آپ کا خط موصول ہوا جسے پڑھ کر آپ کی والدہ کی وفات کی افسوس ناک خبر کا پتا چلا، اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ؕ عزیز دوست! اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''ہر نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔'' یہ دنیا فانی ہے۔ جو یہاں آیا، اُس کا اپنے رب کے پاس جانا اٹل ہے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

موت سے کس کو رستگاری ہے — آج وہ، کل ہماری باری ہے

لیکن کچھ رشتے ایسے ہوتے ہیں کہ جن سے ہماری پوری زندگی وابستہ ہوتی ہے۔ ہمیں یوں محسوس ہوتا ہے کہ ہم ان کے بغیر جی نہیں سکتے۔ ماں ایک ایسا ہی سچّا اور کھرا رشتہ ہے جس کی دعائیں ہماری کامیابیوں کی ضمانت ہوتی ہیں:

کامیابی اس لیے بچھتی ہے میرے پاؤں میں — کامیابی کی دعائیں مانگتی رہتی ہے ماں

مگر ہم اللہ تعالیٰ کی قدرت کے نظام کو بھی کسی صورت جھٹلا نہیں سکتے۔ ہر مخلوق کو ایک نہ ایک دن اپنے خالقِ حقیقی کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔ مائیں بھی ایک دن داغِ مفارقت دے جاتی ہیں۔ آپ کی امّی ایک نیک اور پارسا خاتون تھیں۔ انھوں نے ہم تمام دوستوں پر ہمیشہ شفقت فرمائی اور ہمیں ہماری ماؤں جیسا ہی پیار دیا۔ وہ نہایت پرہیز گار اور سادگی پسند خاتون تھیں۔ ایک دنیا ان کے حسنِ اخلاق کی مثال دیتی ہے۔ ایسی نیک ہستیوں کا ٹھکانا ہمیشہ جنّت میں ہوتا ہے۔ جانے والے اپنے آپ کو اللہ کی رضا پر ہمیں چھوڑ کے چلے جاتے ہیں لیکن ہمیں صبر سے کام لینا چاہیے، کبھی بھی شکوہ کناں نہیں ہونا چاہیے اور اللہ تعالیٰ کے فیصلوں پر رضا مند ہونا چاہیے۔ ان کے لیے دعائے مغفرت کیا کریں اور اپنے بہن بھائیوں کو کبھی ان کی کمی محسوس مت ہونے دیں۔ یاد رکھیں! اللہ تعالیٰ ہمیشہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ میں جلد از جلد آپ کے پاس حاضر ہوں گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی والدہ ماجدہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام اور آپ کو صبرِ جمیل عطا فرمائے، آمین!

شریکِ غم

الف، ب، ج

۷ والد کے نام
(ہاسٹل کی زندگی کے بارے میں)

امتحانی مرکز

یکم رجنوری ــــ ۲۰ء

پیارے ابّا جان!

السلام علیکم!

اُمید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ کچھ روز قبل میں نے آپ کو مطلع کیا تھا کہ میں خیریت سے ہاسٹل پہنچ گیا ہوں۔ اس کے جوابی خط میں آپ نے مجھے ہدایت دی تھی کہ میں آپ کو ہاسٹل کی زندگی کے معمولات کے متعلق خط کے ذریعے ذرا تفصیل سے بتاؤں۔

ابّا جان! آپ بالکل بے فکر رہیں، میں یہاں بہت محفوظ ہوں۔ ہاسٹل میرے کالج سے پانچ منٹ کی دوری پر ہے۔ ہاسٹل میں تین انچارج مخصوص کیے گئے ہیں۔ مجھے جو کمرہ دیا گیا ہے، اس میں میرے ساتھ دو اور ساتھی طلبہ بھی رہتے ہیں۔ ہاسٹل کی فیس میں کھانے پینے کے اخراجات بھی شامل ہیں۔ کھانا معیاری ہے اور ہمیشہ وقت پر دیا جاتا ہے۔ رات کے وقت ہاسٹل سے باہر جانے پر سخت پابندی ہے۔ باہر جانے کے لیے اجازت نامہ جمع کروایا جاتا ہے اور صرف ایمرجنسی کی صورت میں ہی منظور کیا جاتا ہے۔ ہمارے آنے جانے پر کڑی نظر رکھی جاتی ہے۔ ہاسٹل کی انتظامیہ نے جو قواعد وضوابط کی ایک کاپی ہم سب کو داخلے کے دوران میں دی تھی، ان قواعد و ضوابط کے مطابق ہر طالب علم کو اپنا ٹائم ٹیبل بنانا پڑتا ہے۔ ہاسٹل میں ابتدائی طبی امداد کی سہولیات بھی میسّر ہیں۔ اگر چہ یہاں ہمیں کچھ پابندیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے لیکن یہ سب ہماری بھلائی کے لیے ہے۔ ہم تمام دوست چوں کہ سارا دن اکٹھے رہتے ہیں اس لیے باہمی تعلقات مضبوط اور دوستی گہری ہوتی چلی جاتی ہے۔ یہ سچ ہے کہ ہاسٹل گھر کی جگہ نہیں لے سکتا مگر ہمارے ہاسٹل میں گھر جیسا ہی ماحول ہے۔ بس آپ کی اور امّی جان کی کمی محسوس ہوتی ہے۔ اس مہینے کے آخر میں موسمِ بہار کی چھٹیاں ہو رہی ہیں، ان شاء اللہ میں گھر کا چکر لگاؤں گا اور آپ کو ہاسٹل اور تعلیمی زندگی کے بارے میں مزید عرض کروں گا۔ اب اجازت چاہتا ہوں، گھر میں سب کو سلام!

آپ کا بیٹا

الف، ب، ج

۸ دوست کے نام
(امتحان میں ناکامی پر تسلّی دینے کے لیے)

امتحانی مرکز

۳۰/جون ــــ۲۰ء

پیاری سہیلی!

السلام علیکم!

پچھلے ہفتے ثانوی واعلیٰ ثانوی تعلیمی بورڈ کے گزٹ میں سالِ اوّل کا رزلٹ دیکھنے کا موقع ملا۔ میں تمھارا نتیجہ دیکھ کر بہت پریشان ہوئی کہ تم فیل ہوگئی ہو۔ اردو اور انگریزی کے مضامین میں تمھاری اتنی ناقص کارکردگی ہوگی، یہ میرے تصوّر میں بھی نہیں تھا۔ مجھے بہت دکھ ہوا کہ میری سہیلی جو اس قدر قابل اور ذہین تھی، آخر کیا ہوا کہ ناکامی سے دوچار ہوگئی۔ میں بچپن سے تمھیں جانتی ہوں کہ تم نے ہمیشہ محنت کی ہے اور ہر چیلنج قبول کیا ہے اور ہر طرح کی مشکل کا سامنا کیا ہے۔ یقین کرو اتنا دکھ شاید تمھیں بھی نہیں ہوا ہوگا جتنا اس صورتِ حال نے مجھے دکھی کیا ہے لیکن کوئی بات نہیں، شاعر نے ایسی ہی صورتِ حال کے پیشِ نظر کہا تھا:

شہ زور اپنے زور میں گرتا ہے مثلِ برق　　　وہ طفل کیا گرے گا جو گھٹنوں کے بل چلے

میں نے اپنے طور پر اس ناکامی کے اسباب کو جاننے کی کوشش کی ہے اور اس نتیجے پر پہنچی ہوں یہ سب کرونا وبا کا کیا دھرا ہے۔ ساری دنیا اس مہلک وبا کی لپیٹ میں آئی ہوئی تھی۔ پاکستان میں بھی سکول اور کالج مکمل طور پر بند کر دیے گئے تھے اور جب تعلیمی عمل شروع ہوا تو طلبہ کے سامنے سمارٹ سلیبس تھا۔ ان حالات کا سب سے زیادہ اثر تمھارے جیسی ذہین اور حسّاس طالب علم پر پڑا۔ صرف تمھارا ہی رزلٹ خراب نہیں تھا بلکہ پنجاب بھر کے تعلیمی بورڈز کے نتائج مایوس کن رہے۔

پیاری دوست! انسان ناکامیوں ہی سے سیکھتا ہے اور کامیابیوں کی سیڑھیاں چڑھتا ہے۔ یہ زندگی کی چھوٹی سی ناکامی ہے، بڑی کامیابیاں تمھارا انتظار کر رہی ہیں۔ مجھے یقین کہ تم نئے عزم سے امتحان کی تیاری شروع کروگی اور ہمیشہ کی طرح اِس دفعہ کے امتحان میں بھی ہم سب کی اُمیدوں پر پورا اتروگی۔

تم ذہین اور قابل ہو، اپنے جذبے کو ہمیشہ ایسے ہی قائم رکھنا تاکہ تم اپنی منزل پاسکو۔ میری دعائیں ہمیشہ تمھارے ساتھ ہیں، والسلام!

تمھاری مخلص دوست

الف، ب، ج

۹ اخبار کے مدیر کے نام

(ٹریفک کے بڑھتے ہوئے حادثات اور دیگر مسائل پر اظہارِ خیال)

لاہور

۳۰/جون ۲۰__ء

محترم افضل علوی صاحب، مدیر روزنامہ ''جنگ''، لاہور

السلام علیکم!

آپ کے ادارے سے شائع ہونے والے اخبار کے توسط سے میں اپنے ہم وطنوں کو روزمرہ زندگی میں پیش آنے والے اہم مسائل اور ان کے حل سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں۔ قارئین جانتے ہیں کہ آج کل ٹریفک حادثات عروج پر ہیں۔ روزانہ سیکڑوں افراد ٹریفک حادثات کا شکار ہوتے ہیں۔ ڈرائیورز اور عوام کی چھوٹی چھوٹی غلطیوں کی وجہ سے بڑے بڑے نقصانات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ تیز رفتاری، بسوں اور ویگنوں پر حد سے زیادہ سواریاں، زائد المیعاد اور غیر معیاری موٹر گاڑیاں، ٹوٹی پھوٹی سڑکیں اور غیر تربیت یافتہ ڈرائیوروں کے سڑک پر آنے کی وجہ سے ہولناک حادثے جنم لیتے ہیں۔ آج کل کچھ نوجوان ون ویلنگ کرتے نظر آتے ہیں جس کے خطرناک نتائج روزانہ سننے اور دیکھنے کو ملتے ہیں۔ ٹریفک حادثات کی ایک اور بڑی وجہ سڑکوں پر جا بجا بنے ہوئے غیر معیاری خود ساختہ سپیڈ بریکر اور راستوں میں رکھی ہوئی بلا جواز رکاوٹیں بھی ہیں۔ ٹریفک کے اشاروں سے ناواقفیت اور لاپروائی بھی حادثوں کا سبب بنتی ہے۔

حادثات کی روک تھام کے لیے ضروری ہے کہ پرنٹ اور سوشل میڈیا کے ذریعے سے عوام میں ٹریفک قوانین کا شعور بیدار کیا جائے۔ پولیس اور انتظامیہ ان قوانین پر سختی سے عمل درآمد کرائے۔ والدین کو چاہیے کہ اپنے کم عمر بچوں کو موٹر سائیکل یا گاڑی چلانے کی اجازت نہ دیں۔ ون ویلنگ کرنے والوں اور تیز رفتار گاڑیاں چلانے والوں کو سختی سے روکنا ہوگا۔ حکومتی سطح پر سڑکوں کی حالت کو بہتر بنانے، رکاوٹوں کو دور کرنے، غیر ضروری اور غیر قانونی بنائے گئے سپیڈ بریکر ختم کرنے اور بے ہنگم ٹریفک سے بچنے کے لیے متبادل راستوں کی ضرورت ہے۔ غیر تربیت یافتہ ڈرائیوروں کے لیے ڈرائیونگ اسکول کا انتظام کرنا چاہیے اور لوگوں کی قیمتی زندگیوں کو بچانے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھنی چاہیے۔ بہتر ہوگا کہ زیبرا کراسنگ اور ٹریفک کے اشاروں کا نظام مؤثر بنایا جائے۔

میں آپ کا نہایت شکر گزار رہوں گا کہ آپ میری گزارشات اپنے مؤقر قومی اخبار میں شائع کر دیں تاکہ بہتری کی صورت سامنے آئے۔ والسلام مع الاکرام!

خیر اندیش

نام و پتا: الف، ب، ج

⑩ اخبار کے مدیر کے نام
(ہم نصابی سرگرمیوں کی اہمیت کے متعلق)

لاہور

۱۲/اکتوبر ___ ۲۰ء

محترم نظامی صاحب! مدیر روزنامہ ''نوائے وقت''، لاہور

السلام علیکم!

جناب! میں سالِ دوم کی طالب علم ہوں۔ آپ کے اخبار کے توسط سے میں ہم نصابی سرگرمیوں کی اہمیت اجاگر کرنا چاہتی ہوں۔ ہم نصابی سرگرمیاں طلبہ کو ذہنی اور جسمانی لحاظ سے پُراعتماد بناتی ہیں۔ ادبی سرگرمیاں ہوں یا دیگر علاقائی اور بین الاقوامی کھیلوں کے مقابلے، ان سے طلبہ کی ذہنی، جسمانی، اخلاقی اور اصلاحی تربیت ضرور ہوتی ہے۔ فنونِ لطیفہ کے مقابلے طلبہ کی جمالیاتی صلاحیتوں کو پروان چڑھانے میں مدد دیتے ہیں۔ کھیلوں کے مقابلے طلبہ کی ذہنی اور جسمانی صلاحیتوں کو نکھارنے کے ساتھ ساتھ انھیں نظم وضبط کا پابند بناتے اور ان میں احساسِ مروّت بھی پیدا کرتے ہیں۔ ان تمام حقائق کے پیشِ نظر تمام تعلیمی اداروں میں ہم نصابی سرگرمیوں کا باقاعدہ اہتمام ہونا چاہیے تاکہ طلبہ کی شخصیت ہر لحاظ سے پروقار، بااعتماد اور پرکشش نظر آئے۔ امید ہے کہ آپ میری تجاویز کو اپنے اخبار کے صفحات میں جگہ دیں گے۔ والسلام!

مخلص

الف، ب، ج

مشقی خطوط کے موضوعات

۱۔ اپنے دوست کو کھیلوں کی اہمیت کے بارے میں

۲۔ بڑے بھائی کو حادثہ دیکھنے کے حال کے بارے میں

۳۔ اپنے استاد کو تعلیم و تربیت کے لیے شکرگزاری کرنے کے لیے

۴۔ دوست کو شعر و ادب کی اہمیت کے بارے میں

۵۔ اخبار کے مدیر کے نام، مہنگائی کے بارے میں

۶۔ اخبار کے مدیر کو بجلی کی بچت کے متعلق

۷۔ چھوٹی بہن کو کمپیوٹر کی افادیت کے بارے میں

۸۔ اخبار کے مدیر کو بڑھتے ہوئے سماجی مسائل کے بارے میں

۹۔ دوست کو اردو زبان کے پسندیدہ استاد کے بارے میں

۱۰۔ دوست کے بھائی کی شادی میں شرکت نہ کرنے پر معذرت

۱۱۔ والدہ صاحبہ کو ان کی بیمار پرسی کے لیے

۱۲۔ دوست کے نام موسمِ بہار کی چھٹیاں کسی تفریحی مقام پر گزارنے کے لیے

درخواست نویسی

درخواست فارسی زبان کا لفظ ہے جس کے لغوی معنی التماس، گزارش، عرض، التجا، خواہش اور آرزو کے ہیں۔ جب کہ اصطلاحاً درخواست سے مراد وہ تحریر ہے جو کسی ماتحت یا عام آدمی کی طرف سے کسی افسر یا صاحبِ اختیار و اقتدار شخصیت کو انفرادی یا اجتماعی ضرورت، مسئلہ یا شکایت کے حل کے لیے لکھی جائے۔ مثال کے طور پر طالبِ علم کو کالج سے رخصت لینے کے لیے پرنسپل کے نام درخواست لکھنی پڑتی ہے۔ اسی طرح ماتحت عملہ اور عام لوگ بھی مختلف ضروریات کے لیے اپنے افسران کو درخواستیں لکھتے ہیں۔ درخواست ایک باضابطہ تحریر ہوتی ہے۔ اسے لکھتے وقت جملہ اجزا و عناصر، طرزِ تخاطب اور القاب و آداب کو مدِ نظر رکھنا پڑتا ہے۔ درخواست کا مضمون سادہ اور عام فہم ہونا چاہیے۔ درخواست لکھنے کے لیے چھوٹے چھوٹے جملے تحریر کرنے چاہییں اور ایسی توجیہات پیش کرنی چاہییں جن کی درخواست کے عنوان کے ساتھ مکمل مناسبت ہو تاکہ متعلقہ افسر اس کی روشنی میں قانونی کارروائی کرنے کے لیے قائل ہو جائے۔

درخواست کے حصے:

(۱) آغاز/سرنامہ (۲) موضوع (۳) آداب (۴) نفسِ مضمون (۵) اختتامیہ اور تاریخ

درخواست نویسی کے لیے ہدایات

- جس افسر کو درخواست لکھنی ہو سب سے پہلی سطر میں اس کا عہدہ، ادارے کا نام اور پتا مؤدبانہ انداز میں لکھنا چاہیے، مثلاً:
  بخدمت جنابِ پرنسپل، گورنمنٹ اسلامیہ کالج، ریلوے روڈ، لاہور
  (مخاطب کو جناب یا صاحب لکھیں، دونوں ہم معنی ہیں اس لیے جناب پرنسپل صاحب لکھنا غلط اور غیر فصیح ہوگا۔)
- دوسری سطر میں ''موضوع'' لکھا جاتا ہے۔
- تیسری سطر میں ''جنابِ عالی'' لکھا جاتا ہے۔
- چوتھی سطر میں ''گزارش ہے'' یا ''التماس ہے'' کے الفاظ لکھ کر نفسِ مضمون کا آغاز کیا جاتا ہے۔
- درخواست کا مقصد بہت واضح اور صاف انداز میں لکھیں۔
- دعائیہ یا اختتامی الفاظ لکھ کر درخواست ختم کریں۔ مثلاً: شکر گزار رہوں گا، مہربانی ہوگی، عین نوازش ہوگی وغیرہ۔
- آخر میں ایک سطر چھوڑ کر بائیں جانب ''العارض'' یا درخواست گزار لکھیں اور اس کے نیچے اپنا نام اور پتا مع تاریخ درج کریں۔